سلسلہ نمبر۱۸

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر ان کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

تحویلِ قبلہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَیَقُوْلُ السُّفَھَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰھُمْ عَنْ قِبْلَتِھِمُ الَّتِیْ کَانُوْا عَلَیْھَا ط قُلْ لِّلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ o وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰـکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا ط وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ کُنْتَ عَلَیْھَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْہِ ط وَاِنْ کَانَتْ لَکَبِیْرَةً اِلَّا عَلَی الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ ط وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (سورہ بقرہ ، ع ۱۷)

بے سمجھ لوگ (اب) یہ کہنے لگیں گے کہ کس چیز نے ان (مسلمانوں) کو اُن کے اِس قبلہ سے کہ جس پر وہ اب تک تھے ہٹا دیا۔ آپ کہہ دیجئے کہ مشرق و مغرب سب اللہ ہی کی مِلک ہیں، وہ جسے چاہے سیدھی راہ چلا دیتا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک اُمتِ عادل بنایا ہے تا کہ تم گواہ رہو لوگوں پر اور رسول گواہ رہیں تم پر۔ اور جس قبلہ پر آپ اب تک تھے اسے

تو ہم نے اِسی لئے رکھا تھا کہ ہم پہچان لیں رسول کا اتباع کرنے والوں کو اُلٹے پاؤں واپس جانے والوں سے۔ یہ حکم گراں ہے مگر اُن لوگوں کو نہیں جنہیں اللہ نے راہ دکھادی ہے۔ اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع ہوجانے دے تمہارے ایمان کو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا شفیق ہے بڑا مہربان ہے''۔

اِن آیاتِ مبارکہ میں تحویل قبلہ کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ قبلہ جس کی طرف رُخ کرکے عباداتِ نماز ادا کی جاتی ہے، ایک ایماندار کے لئے جان سے بھی زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ بغیر گرانی طبع کے اس کی تبدیلی آسان نہ تھی۔ لیکن احکام نبویہ کے دلدادہ مسلمانوں کا حال یہ تھا کہ جب انہیں قبلہ بدل دینے کا حکم دیا گیا بخوشی انہوں نے اِسے قبول کرلیا حتی کہ ایک جگہ تو ایسا ہوا کہ جب انہیں اطلاع پہنچی تو وہ نماز میں تھے، اور عین نماز کی حالت میں انہوں نے اپنا رُخ قبلہ کی طرف پھیرلیا۔ بیت المقدس مدینہ منورہ کے شمال میں ہے اور کعبۃ اللہ جنوب میں ہے، اِن حضرات نے نماز ہی میں شمال سے جنوب کی طرف رُخ کرلیا۔ جدھر پہلے رُخ تھا اُدھر پشت ہوگئی۔ یہ مسجد اب تک موجود ہے اور اِس میں نشانات قائم رکھے گئے ہیں اور یہ ''مَسْجد ذِی الْقِبْلَتَیْن'' یا ''مَسْجِد قبلتین'' کہلاتی ہے۔

حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانہ میں دنیا کے ایک عظیم محدث علامہ تھے، فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس طرح مکہ مکرمہ میں اپنے بیٹے کی قربانی دی، اِسی طرح بیت المقدس کے قریب ان کے دوسرے بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بارے میں بھی کوئی خاص آزمائش لی گئی۔ اور مکہ مکرمہ کو اولادِ اسماعیل علیہ السلام کا قبلہ قرار دیا گیا اور بیت المقدس کو اولادِ اسحٰق علیہ السلام کا۔ اور یہ حکم دیا گیا کہ اگر اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں سے کوئی شخص ایسی جگہ جائے کہ جہاں اولادِ اسحٰق علیہ السلام ان سے زیادہ تعداد میں رہتی ہو تو وہاں وہ بھی بیت المقدس کی طرف ہی رُخ کرکے نماز پڑھیں اور اگر اولادِ اسحٰق علیہ السلام میں سے کوئی ایسی جگہ جائے جہاں اولادِ اسماعیل علیہ السلام کی کثرت ہو تو وہ بیت اللہ کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب تک مکہ مکرمہ میں رہے تو اِسی طرح نماز پڑھتے رہے کہ آپ کا رُخ کعبۃ اللہ کی طرف بھی ہو اور بیت المقدس کی طرف بھی ہو۔ پھر جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو مذکورہ بالا حکم کے تحت آپ نے نماز میں اُسی طرف رُخ کیا جس طرف آلِ یعقوب بن اسحٰق یعنی یہود رُخ کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ

کی پسند یہ تھی کہ آلِ اسماعیل علیہ السلام کا قبلہ اب ساری دُنیا کا قبلہ بنا دیا جائے کیونکہ یہ حضرت ابراہیم حضرت نوح اور حضرت آدم علیہم السلام کا قبلہ تھا یہی وہ عظیم مقام تھا کہ جس کا طواف سب انبیاء کرام نے کیا، صاحبِ توراۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی کیا۔

زمین کی پیدائش ہوئی تو یہ حصہ سب سے پہلے پیدا ہوا۔ غرض یہ وسطِ ارض تھا اور خدا کا سب سے پہلا گھر۔ تفسیر ماجدی میں ص ۵۰ پر ہے کہ :

''اسمتھ اپنی تصنیف لیکچرز آن محمد اینڈ محمد ازم میں ص ۱۶۶ پر لکھتے ہیں :

بنائے کعبہ کا سلسلہ حسبِ روایات اسماعیل اور ابراہیم علیہما السلام تک پہنچتا ہے بلکہ شیث و آدم علیہما السلام تک اور اِسی کا نام بیت ایل خود اِس پر دلالت کرتا ہے کہ اسے ابتدائی شکل میں کسی ایسے ہی بزرگ قبیلہ نے تعمیر کیا ہے۔ سر ولیم میور لائف آف محمد کے مقدمہ میں ص ۱۰۲ و ص ۱۰۳ پر لکھتا ہے: مکہ کے مذہب کی تاریخ بہت ہی قدیم ماننی پڑتی ہے۔ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ ایک نامعلوم زمانہ سے ملک عرب کا مرکز چلا آتا ہے، جس مقام کا تقدس اتنے وسیع رقبہ میں مسلم ہو، اُس کے معنی ہی یہ ہیں کہ اُس کی بنیاد قدیم ترین زمانہ سے چلی آتی ہے''۔

اب وقت آ گیا تھا کہ بنائے آدم و ابراہیم علیہما السلام کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا جائے، چنانچہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قلبِ اطہر نے مرادِ باری تعالیٰ کو قبول کرنا شروع کر دیا اور جس طرح اگلی آیات میں ذکر ہے، آپ اس شوق میں بے چینی کے ساتھ آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا کرتے تھے حتی کہ یہ حکم نازل ہوا۔

اِن ہی آیات میں یہ ذکر بھی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو خیال ہوا کہ ہماری اُن نمازوں کا کیا ہوگا جو پہلے بیت المقدس کی طرف پڑھی گئیں تو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورۂ بقرہ رکوع ۱۷)

''اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع ہو جانے دے تمہارے ایمان کو یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا شفیق ہے بڑا مہربان ہے''۔

یہاں نماز کو ایمان کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا ہے کیونکہ نماز ایمان کے اہم ترین ارکان میں سے ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الایمان میں روایات سے یہی تفسیر نقل فرمائی ہے۔

حق تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ :

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ (سورۃ البقرہ رکوع ۱۷)

"آپ کہہ دیجیے کہ مشرق ومغرب سب اللہ ہی کی مِلک ہیں"۔

قبلہ کی حقیقت بھی بتلادی کہ ہمارا حکم مانتے ہوئے کسی طرف رُخ کرلینا، یہ ہی قبلہ ہے، ہم چاہے جس طرف بھی رُخ کرنے کا حکم دیدیں۔ کیونکہ کعبۃ اللہ کی عمارت کی طرف رخ کرنا مقصود نہیں ہے۔ اگر خدانخواستہ تجدید تعمیر کے لئے کسی وقت کعبۃ اللہ کو منہدم کردیا جائے اور زمین ہموار کردی جائے تب بھی اسی طرف رُخ کیا جائے گا۔ اگرچہ عمارت کی بنیادیں بھی برآمد کرلی گئی ہوں اور وہاں سامنے کعبہ شریف کا ایک پتھر بھی نہ ہو، کیونکہ دراصل رُخ کرنا تو اُس تجلی باری تعالیٰ کی طرف ہے جو اُس نے اس مقام پر رہتی دُنیا تک کے لئے دائم فرمادی ہے، نہ کہ عمارت یا عمارت کے پتھروں کی طرف۔

اسی طرح اگر کسی کو غیر آباد جگہ اور اندھیرے میں رُخ نہ معلوم ہو تو جس طرف اُس کا دل گواہی دے نماز پڑھ لینے سے ادا ہوجاتی ہے۔

اِن آیات سے ایک سبق یہ ملتا ہے کہ حقیقتِ ایمان یہ ہے کہ احکام خداوندی کی دل وجان سے اطاعت کی جائے اور اپنی عقل وعلم ودانش کو اُن احکام کی تائید میں صرف کیا جائے اور انہیں اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیقِ خیر بخشے۔ آمین۔

حامد میاں غفرلہ

۱۵ر ستمبر ۱۹۷۳ء